مخالفین انبیاء کا انجام اور جماعت کا روشن مستقبل

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ / دسمبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد نور فرینکفرٹ، جرمنی)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل قرآنی آیات تلاوت فرمائیں:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ
فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَمَنْ كَانَ
فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۳﴾
وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ وَلَوْلَآ
اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ﴿۷۵﴾ اِذًا
لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۶﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ
لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۷﴾ سُنَّةَ
مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۸﴾

(بنی اسرائیل: ۷۲-۷۸)

پھر فرمایا:

قرآن کریم کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں سے پہلی آیت میں یہ عظیم الشان اعلان فرمایا گیا ہے کہ یوم حشر کو جب کہ خدا تعالیٰ انسانوں کی بعثت ثانیہ فرمائے گا تو ہر انسان کو اس کے امام کے نام پر اٹھایا جائے گا، اس کے امام کے نام کے ساتھ اس کو بلایا جائے گا یعنی وہ جس کو وہ سچا امام سمجھتا ہے، جس کے پیچھے اس نے اپنی زندگی کی حرکت و سکون کو لگا دیا وہ جس کے پیچھے اس نے اپنا لائحہ عمل طے کیا اور جسے مقصود بنا کر اس کے پیچھے پیچھے قدم رکھتا رہا، اسی کے ساتھ قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا۔ اگر تو اس نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا امام بنالیا ہے تو آپؐ ہی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اپنے اس مقدس امام سے الگ نہیں کر سکے گی اور اگر اس نے دشمنان محمد مصطفیٰ ﷺ کا وطیرہ اختیار کیا ہے اور ان کو عملی زندگی میں اپنا امام بنا رکھا ہے تو کوئی دنیا کی طاقت اس امامت سے ہٹا کر اس کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی امامت میں حشر کی توفیق نہیں بخش سکتی۔ ایک ایسا اعلان ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ ہر شخص اپنے امام کے پیچھے یعنی اس حقیقی امام کے پیچھے جس کے ساتھ اس نے اپنی زندگی کی ساری تمنائیں، ساری امنگیں، ساری آرزوئیں وابستہ کر رکھی ہیں اور جس کے تمام اعمال بھی ان امنگوں ان آرزوؤں کی تصدیق کرتے ہیں فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۲﴾ پس جن لوگوں کی تقدیر کا فیصلہ ان کے داہنے ہاتھ میں پکڑایا جائے گا وہ اس کتاب کو پڑھیں گے اور ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے۔ یمین سے مراد وہ ائمہ ہیں جو حقیقی مذہبی ائمہ ہیں کیونکہ شمال اور یمین کی تقسیم قرآنی محاورے کے مطابق مذہبی اور غیر مذہبی دنیاؤں کی تقسیم ہے۔ پس مراد یہ ہے اگر اس نے مذہبی امام کو اپنا متبوع بنالیا اور کسی ایسے امام کو جس کو خدا نے مقرر فرمایا ہے تو پھر اس کے مقدر چمک اٹھے اور اس کے دائیں ہاتھ میں یعنی روحانی لحاظ سے خدا کی خوشنودی کے رنگ میں اسے وہ کتاب دی جائے گی جو اس کے مقدر کی کتاب ہے جس میں اس کی قسمت کا فیصلہ لکھا ہوا ہوگا کیونکہ اس نے اس کو امام بنایا جو خدا کے دائیں ہاتھ پر ہے۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۳﴾ اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا ہو وہ قیامت کے دن بھی اندھا ہی اٹھے گا وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۳﴾ بلکہ اس سے بھی بدتر حال میں

اٹھایا جائے گا۔

بظاہر تو پہلے مضمون کے ساتھ کوئی قطعی تعلق اس دوسرے مضمون کا نظر نہیں آتا لیکن اہل شمال کا ذکر پہلی آیت میں نہیں ہے وہی ذکر ''اندھے'' کے طور پر دوسری آیت میں کیا گیا ہے۔ دائیں ہاتھ والوں کا ذکر تو موجود ہے بائیں ہاتھ والوں کا ذکر موجود نہیں تھا اور اندھے کے طور پر ان کا ذکر چلا ہے اور یہ تعلق فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ سے پیدا ہوا ہے جس کی آنکھوں میں بصیرت ہو وہی تقدیر کا لکھا پڑھ سکتے ہیں اور جن کی آنکھوں میں بصیرت نہ ہو وہ کچھ بھی پڑھ نہیں سکتے تو فرمایا جن کو دائیں ہاتھ میں کتاب دی جائے گی ان کی قسمت کا لکھا وہ پڑھیں گے کیونکہ وہ اہل بصیرت تھے۔ پہلی دنیا میں بھی اہل بصیرت تھے اور دوسری دنیا میں بھی اہل بصیرت کے طور پر اٹھائے گئے تھے۔ جن کو پہلی دنیا میں تقدیر کے لکھے پڑھنے آتے تھے وہ دوسری دنیا میں بھی تقدیر کا لکھا پڑھ سکیں گے۔ جو پہلی دنیا میں اندھے رہے خدا کی تقدیر کے نشان افق میں رونما ہوتے دیکھے بھی اور ان کو سمجھ نہ آئی، ان کی آنکھیں خدا تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی سنت سے غافل رہیں، وہ اس دنیا میں بھی اندھوں کے طور پر اٹھائے جائیں گے بلکہ اس سے بدتر ان کا حال ہوگا۔

یہ امر واقعہ ہے کہ مذہب کی مخالف قوموں کی تقدیر اس سے بہتر بیان نہیں ہوسکتی کہ وہ اندھے ہوجاتے ہیں کئی قسم کے اندھیرے ہیں جن میں وہ مبتلا کئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ نور نبوت کو پہچان نہیں سکتے۔ وہ سمجھ نہیں سکتے کہ خدا کی طرف سے آنے والے کس رنگ میں رنگین ہو کر آتے ہیں اور خدا سے ہٹے ہوئے لوگوں کے چہرے کیسے ہوتے ہیں۔ وہ سچ اور جھوٹ میں تمیز نہیں کر سکتے، مذہبی راہنما مذہب کے نام پر ان کو گند کی تعلیم دیتے ہیں، گندی زبانیں استعمال کرتے ہیں، خدا کے بندوں کو جلانے، لوٹنے اور مارنے کی تلقین کرتے ہیں اور انہیں کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ پیغامبر خدا کے پیغامبر ہو ہی نہیں سکتے، نور سے اندھیرا پھوٹ ہی نہیں سکتا۔ یہ بنیادی بات بھی وہ سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے اور چونکہ وہ بصیرت سے عاری ہوجاتے ہیں اس لئے نہ صرف یہ کہ روحانی بصیرت سے عاری ہوتے ہیں بلکہ دنیاوی بصیرت سے بھی عاری ہوجاتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کا پروگرام بنا کر، روشنی میں دیکھ کر ایک منصوبہ کے مطابق آگے قدم بڑھانے کے اہل نہیں رہتے۔ ان کو یہ توفیق نہیں ملتی کہ وہ اس طرح چل سکیں جس طرح ایک روشنی کو دیکھنے والا صاحب بصیرت انسان

قدم اٹھاتا ہے اور دور تک نظر کرتا ہے راستہ پر، جس راستہ کو بند پائے اس سے وہ پہلے ہی گریز کر جاتا ہے، جس راستہ کو گڑھوں یا خطرات میں ختم ہوتا دیکھتا ہے اس سے پہلے ہی ہٹ کر ایک نئی راہ تجویز کرتا ہے۔ لیکن اندھے بے چارے کا حال یہ ہے کہ جب تک کسی دیوار سے ٹکر نہ لگ جائے یا کسی گڑھے میں جا نہ پڑے اس بے چارے کو کچھ پتہ نہیں لگتا کہ میں کس راہ پہ چل رہا ہوں اور بعض دفعہ عین کنارے پر جا کر پتہ چلتا ہے، بعض دفعہ کنارے پر جا کر بھی پتہ نہیں چلتا۔ جب ہلاکت اس کو گھیر لیتی ہے اس وقت اس کو پتہ چلتا ہے کہ میں نے غلط اقدام کیا تھا۔

بعینہٖ یہی صورت حال ہر زمانے میں خدا کے سچوں کو جھٹلانے والوں کے ساتھ پیش آتی رہی ہے ایک بھی استثنا آپ اس میں نہیں دیکھیں گے۔ جس طرح انبیاء کی سنت یقینی اور قطعی ہے انبیاء کے مخالفین کی سنت بھی سو فیصد یقینی اور قطعی ہے اور کبھی کوئی تبدیلی آپ کو اس میں دکھائی نہیں دے گی۔ ایک ہی طرح کے دعاوی کرتے ہیں، ایک ہی طرح کی مخالفت کے ڈھنگ اختیار کرتے ہیں، اس سے پہلے لوگ وہ ڈھنگ اختیار کر چکے ہوتے ہیں اور ناکام ہو چکے ہوتے ہیں لیکن وہ وہی چالاکیاں دوبارہ دہرانے کی کوششیں کرتے ہیں اس امید میں کہ شاید اس مرتبہ ہم کامیاب ہو جائیں۔

یہ اندھے ہیں جن کی نہ ماضی پر نظر ہے نہ مستقبل پہ نظر ہے۔ اندھا تو نہ آگے دیکھ سکتا ہے نہ پیچھے دیکھ سکتا ہے۔ تو بعینہٖ یہی حال انبیاء کو جھٹلانے والی قوموں کے ہو جاتے ہیں۔ نہ وہ تاریخ سے سبق حاصل کر سکتے ہیں یعنی ماضی میں مڑ کر دیکھ نہیں سکتے اور نہ وہ ایسا منصوبہ بنا سکتے ہیں جو ان کے مستقبل کو روشن کر دے۔ ان کا اگلا قدم بھی ہلاکت کا قدم ہے اور ان کا پچھلا قدم بھی ہلاکت کا قدم ہے اور عقلوں سے پھر عاری ہو جاتے ہیں۔ یہی حال اس زمانے میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے والوں کا پایا اور جو کچھ شکوک پہلے رہ گئے تھے باقی وہ اس تحریک نے پوری طرح مکمل کر دیئے۔ اب کا کوئی ایسا رنگ نہیں ہے جو مخالفین انبیاء کا آپ کو تاریخ مذاہب میں نظر آئے جو انہوں نے اپنے اوپر چڑھا نہ لیا ہو۔ کوئی ایسا ظلم کا داغ نہیں ہے اور کوئی سرخ نشان نہیں ہے ظلم و ستم کا جو انہوں نے جماعت احمدیہ کے اوپر لگانے کی کوشش نہ کی ہو۔

ابھی حال ہی میں کلمہ مٹانے کی ایک تحریک چلائی گئی جو آج کل بھی بڑے زور وشور سے جاری ہے اور مطالبات ہو رہے ہیں کہ اگر حکومت نہیں مٹائے گی تو ہم مٹا دیں گے اور حکومت ان سے

بڑھ بڑھ کر مٹانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن اتنے اندھے ہیں کہ انکو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ کلمہ سے ایک ایسی محبت مسلمان کو ہے کہ جاہل سے جاہل آدمی کے دل میں بھی کلمہ کی محبت لکھی ہوئی ہے خواہ وہ فاسق فاجر ہو، خواہ وہ رشوتیں لینے والا یا رشوتیں دینے والا ہو، ظلم سے مال لوٹنے والا ہو، عبادت کے کبھی قریب نہ پھٹکا ہو، سارا دن ذکر الٰہی کی بجائے گندی گالیاں دیتا ہو لیکن نام اگر مسلمان ہے اس کا تو کلمہ سے اس کو محبت ہے۔ وہ شیعہ ہو یا سنی یا خارجی ہو کوئی نام بھی اس کا رکھ لیں کلمہ ایک ایسی بنیادی حقیقت ہے جس سے ہر مسلمان طبعاً اور فطرتاً پیار کرتا ہے۔ چنانچہ یہی نتیجہ اس کا نکلا وہ اپنی قوم کے ہاتھ پہ اس میں سے ہونے کے باوجود نبض پر ہاتھ نہیں رکھ سکے اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ایک غلط فیصلہ کر بیٹھے اور کلمہ کو مٹانے کی جوں جوں تحریک آگے بڑھ رہی ہے اس کا شدید ردعمل ان علماء کے خلاف پیدا ہو رہا ہے۔

چنانچہ تازہ اطلاعات کے مطابق چنیوٹ کے عوام نے جو ہماری مخالفت کا گڑھ ہے، ہمیشہ سے چلا آیا ہے بلکہ اس بات پر فخر کرتا ہے کہ سب سے زیادہ شدید مخالف شہر ہے۔ چنیوٹ کے عوام میں مولویوں کی کلمہ مٹانے کی تحریک کے خلاف شدید ردعمل پیدا ہوا اور اس پر علما نے چنیوٹ میں یہ باتیں کیں کہ ہم سے منصوبہ بندی میں غلطی ہوگئی اور وہ غلطی یہ تھی کہ ہم نے پہلے لوگوں کو کلمہ مٹانے کے اوپر پوری طرح آمادہ نہیں کیا۔ یہ تحریک پہلے چلانی چاہئے تھی کہ کلمہ مٹانے میں حرج کوئی نہیں اور وہ احترام جو کلمہ کا مسلمان کے دل میں تھا پہلے اسے مٹانا چاہئے تھا پھر جا کر یہ تحریک چلاتے تو بہت کامیاب ہوتے اب اس کو اگر جہل مرکب نہ کہیں تو اور کیا کہہ سکتے ہیں یعنی احمدیوں سے کلمہ چھیننے کی خاطر ہر مسلمان کے دل سے کلمے کا احترام مٹانا پڑے گا اور اس کیلئے یہ تیار ہو چکے ہیں۔ اس سے بڑی ہولناک تباہی اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس سے زیادہ خوفناک روحانی خودکشی اور کیا ہو سکتی ہے؟ سوائے اس کے کہ روحانی آنکھ کا اندھا ہو اتنی سی بات بھی انسان کو نظر نہ آئی یہ کیسے ہو سکتا ہے!

بہر حال نہ صرف یہ کہ یہ تیار ہیں اس کام کیلئے بلکہ ایسے دلائل تجویز کر رہے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں ان کو یقین ہے کہ آخر مسلمان کے دل سے کلمہ کی محبت اٹھ جائے گی اور جو احترام ذرا سا باقی رہ گیا ہے، جو اوٹ باقی رہ گئی ہے جو حیا اور شرم کا پردہ ہے وہ بھی تار تار ہو جائے گا اور ایک ان کے علما میں سے جو بظاہر ان میں سب سے زیادہ پڑھے لکھے ہیں اور پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بھی کہلاتے ہیں انہوں

نے ایک عظیم الشان تقریر کی ہے ایک ترکیب سوچی ہے جس کے نتیجہ میں ان کا خیال ہے کہ سارے مسلمان اب کلمہ مٹانے پر آمادہ ہو جائیں گے اور ترکیب ان کو یہ سوجھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر (ان کے بیان کے مطابق) کلمہ مٹا دیا پس یہ سنت رسول ہے کلمہ مٹانا اور اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ چونکہ وہ کلمہ بے محل تھا اس لئے سنت رسول سے ثابت ہوا کہ جہاں بھی بے محل کلمہ دیکھو اس کو مٹا دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

ع آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب

اس ایک بات میں بھی سو حجاب حائل ہیں تب جا کر ایسی بات کی جاسکتی ہے۔ جاہلیت اور جہل مرکب ہے، ایک اندھیرے کا پردہ نہیں بلکہ پردے پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ وہاں تو کلمے مٹانے یا کلمہ رکھنے کی بحث ہی کوئی نہیں تھی۔ تاریخ اسلام کو یہ توڑ مروڑ کر اس کا حلیہ بگاڑنے سے باز نہیں آ رہے۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ مشہور و معروف ہر بچے بچے کے علم میں ہے اور ان کے علما کو یہ پتہ نہیں کہ وہ قصہ کیا تھا۔ وہاں تو یہ بات چل رہی تھی کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا معاہدہ ہو رہا تھا کفار سے صلح کا اور تحریر میں یہ بات لکھی گئی کہ یہ معاہدہ مکہ کے قریش کے درمیان اور محمدؐ رسول اللہ کے درمیان ہے کلمہ کی تو کوئی بحث نہیں تھی۔ اس پر وہ جو نمائندہ کفار مکہ کا آیا ہوا تھا اس نے کہا کہ دیکھو اگر محمدؐ رسول اللہ کو ہم تسلیم کر لیں کہ محمدؐ کی حیثیت رسول اللہ کی ہے تو ہم اتنے پاگل تو نہیں ہیں کہ تمہیں حج سے روکنے آئیں، تمہاری مخالفتیں کریں، تمہارے مقابل پر ایسا طوفان بدتمیزی بپا کر دیں تو کم سے کم تھوڑی سی عقل کا حق تو ہمیں دو۔ ہم اس لئے مخالفت نہیں کر رہے ہیں کہ یہ رسول اللہ ہے، ہم اس لئے مخالفت کر رہے ہیں کہ یہ رسول اللہ نہیں ہے اس لئے ہم سے وہ معاہدہ کرو گے تو پھر دونوں طرف کی بات برابر چلتی ہے۔ بحیثیت محمد ہم معاہدہ کرنے کیلئے تیار ہیں بحیثیت رسول اللہ اگر ہم معاہدہ کریں گے تو خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر رہے ہوں گے اپنی تحریر سے یہ ثابت کر دیں گے کیونکہ ہمارے بھی دستخط ہونے ہیں گویا ہم اپنی تحریر سے ثابت کر دیں گے کہ اللہ کا رسول سمجھتے ہوئے ہم نے اس کی مخالفت کی ہے۔ ایک نہایت معقول بات تھی اس کو بڑی عمدہ بات سوجھی ہے اس کے نقطہ نگاہ سے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اس لئے لفظ ''رسول اللہ'' کاٹنے کی اجازت دے دی کہ آپکی اپنی تحریر نہیں تھی دشمن نے اس پر دستخط

کرنے تھے اور دشمن کو بھی مجبور نہیں کیا جا سکتا ایمان لانے پر۔(صحیح بخاری کتاب الشروط باب شروط الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب وکتابہ) یہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ:۲۵۷) کی ایک اور لطیف تشریح تھی کہ دین میں ادنیٰ سا بھی جبر نہیں۔ جب غیروں سے معاہدہ کرو گے، جب ان کو تحریروں پر دستخط کرنے پر مجبور کرو گے کیونکہ معاہدوں میں تو دونوں طرف سے دستخط ہوا کرتے ہیں اس لئے تو پھر وہاں بھی تمہیں جبراً اپنے دین کے عقائد ان پر ٹھونسنے کا کوئی حق نہیں۔

اتنا عظیم الشان اسوۂ رسول محمد مصطفی ﷺ کہ وہ ساری دنیا کو روشن کرنے کا اہل ہے۔ ان آنکھ کے اندھوں کے لئے وہ بھی اندھیرا ہی ثابت ہو رہا ہے اور یہ نتیجہ نکالا جا رہا ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک کلمہ کو مٹا دینا یہ سنت رسول ہے اور صرف یہی نہیں اگر کلمہ بھی ہوتا تو یہ نتیجہ نکالا نہیں جا سکتا جواب یہ نکال رہے ہیں۔ اس صورت میں تو دو فریق یہ بنیں گے، ایک فریق تھا جو کہتا تھا کہ ضرور مٹانا ہے اور وہ مشرکین کا فریق تھا وہ کلمہ کے انکار کرنے والوں کا فریق تھا اور ایک فریق پر ٹھونسا جا رہا تھا کلمہ مٹانا جو کلمہ کو تسلیم کرتا تھا اگر کلمہ مٹانے کی بحث تھی تو پھر یہ نتیجہ نکلے گا کہ ہم مشرکین ہیں یعنی دعویٰ کرنے والے یہ اعلان کریں کہ اے احمدیو! ہم مشرک ہیں ہمارا امام محمد مصطفی ﷺ سے کوئی بھی تعلق نہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قدر مشترک ہے ہی نہیں۔ تم مانتے ہو یہ کلمہ ہم نہیں مانتے اور چونکہ ہمارے ملک کا قانون ہے اس لئے مجبوراً تمہیں جھکنا پڑے گا اور اپنے رسول کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ مٹانے پر آمادہ ہو جاؤ۔ پھر تو یہ گزارش کرنی چاہئے ان کو۔ ان کو کلمہ مٹانے کا کیسے حق ملا؟ ہم تو مخالفت نہیں کر رہے کلمہ کی۔ آنحضرت ﷺ نے تو اگر مٹایا بھی تھا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کلمہ کی بحث نہیں تھی مگر جو کچھ بھی تھا لفظ رسول اللہ بھی مٹایا تو دشمن کے اصرار پر وہ یہ کہتا تھا کہ معاہدے کی شکل میں ہم اس پہ دستخط نہیں کر سکتے، ہم مجبور ہو جائیں گے تمہیں رسول اللہ تسلیم کرنے پر۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے نہ تسلیم کرو یہ تمہارا حق ہے۔ لیکن اگر وہی صورت حال یہاں ان کو چسپاں ہوتی دکھائی دے رہی ہے تو یہ پھر کفار مکہ کے نمائندہ بن گئے اور ہمیں محمد مصطفی ﷺ کے ساتھ باندھ رہے ہیں جن سے کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے وابستہ کر رہے ہیں اور یہ مثال دے رہے ہیں کہ دیکھو جب دشمن پسند نہ کرے کلمہ لکھنا تو محمد مصطفی ﷺ کی سنت یہ ہے کہ دشمن کے دباؤ کو مان لیا کرتے ہیں اس لئے تم بھی ہمارا دباؤ مان جاؤ۔ اپنے آپ کو ان ائمہ کے پیچھے لگا لیا جو کفار مکہ کہلاتے

تھے اور ہمیں دنیا کے سب سے مقدس امام کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ان کے نقطہ نگاہ سے
تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى (النجم:۲۳) بڑی ہی بیوقوفوں والی تقسیم تم نے کی وَاَضَلُّ سَبِيْلًا
حد سے زیادہ گمراہی کا لیبل ان کے اوپر چسپاں ہو جاتا ہے اس واقعہ سے اور امر واقعہ یہ ہے کہ مذہبی تاریخ میں یہ واقعہ پہلی دفعہ رونما ہو رہا ہے۔ ہمیشہ اختلاف کے نتیجہ میں دباؤ ڈال کر چیزیں مٹائی جاتی ہیں، نقش مٹائے جاتے اس لئے کہ ایک آدمی کو وہ نقش پسند نہیں۔خدا کے مخالفین نے خدا کے ماننے والوں پر دباؤ ڈالے کہ تم جو بات کہتے ہو خدا ایک ہے یہ ہمیں پسند نہیں ہے اس لئے مٹا دو، تم کہتے ہو کہ تمہارا رسول فلاں ہے یہ بات ہمیں پسند نہیں ہے اس لئے اس کو ختم کر دو، لیکن کبھی آج تک تاریخ عالم میں یہ واقعہ نہیں گزرا تھا کہ کسی قوم نے اپنے عقیدے کے اوپر ہاتھ صاف کرنے شروع کئے ہوں اور یہ کہہ کر دشمن کو مجبور کیا ہو کہ تم ہمارا عقیدہ تسلیم کر رہے ہو اس لئے اس کو مٹا دو۔ یہ تو ایسے ہی بات ہے جیسے کہا جائے کہ ہمارے اپنے دل میں نہیں ہے تو پھر تم اپنا کیا حق رکھتے ہو پھر اسے استعمال کرتے ہو، ہمیں تو غصہ آتا ہے۔ ویسی بات ہے جیسے کسی نے کسی کو زبردستی کلمہ پڑھانے کی کوشش کی تھی، آخر کار آکے اس بچارے نے کہا! قتل نہ کرو پڑھا دو کلمہ تو اس نے کہا شکر کرو بچ گئے تم مجھے تو آپ ہی کلمہ نہیں آتا۔ وہ دلیل تو لگ جاتی ہے یہاں۔ یہ کہیں کہ تم عجیب احمدی بیوقوف لوگ ہو ہمارا کلمہ پڑھ رہے ہو جبکہ ہم نہیں پڑھ رہے وہ کلمہ، ہمارا کلمہ لکھتے ہو جب کہ ہمارے دل اس رسم سے خالی پڑے ہیں، تم محبت کا اظہار کر رہے ہو جب کہ ہمارے دل محبت سے اس طرح خالی ہیں جس طرح گھونسلے کو پرندہ چھوڑ دیا کرتا ہے، اس لئے ہمیں غصہ آرہا ہے، تم مٹاؤ اس کلمہ کو ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے۔

یہ واقعہ مذہب کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا کہ اختلاف کی بنا پر جبر روانہ رکھا گیا ہو بلکہ اتفاق کی بنا پر جبر روا رکھا گیا ہو۔ اس کو کہتے ہیں اندھا پن اور کسی نے خوب کہا ہے کہ

ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

تو یہ ہے قرآن کریم کا منشاء روشنی والوں کو دائیں ہاتھ والوں کو ممتاز کر کے الگ کر دیا پھر ذکر فرمایا:

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

جنہوں نے اس دنیا میں محمد مصطفی ﷺ کا نور نہیں پہچانا نہیں دیکھ سکتے تھے، جن کو سو سو حجاب حائل ہو چکے تھے، جو سنت نبوی کی تمیز نہیں کر سکتے تھے کہ سنت نبوی کیا ہے اور سنت کفار کس کو کہتے ہیں، وہ یہ

گمان دل سے مٹا دیں کہ محمد مصطفی ﷺ کی امامت میں وہ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔وہ ان ائمہ کی امامت میں اٹھائے جائیں گے جن آئمہ کی وہ پیروی کررہے ہیں، جو ہمیشہ مذہب کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

وَاِنۡ كَادُوۡا لَيَفۡتِنُوۡنَكَ عَنِ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ لِتَفۡتَرِىَ عَلَيۡنَا غَيۡرَهٗ ‌ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوۡكَ خَلِيۡلًا ۝۷۴

جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا کوئی ایک بھی ایسی بات نہیں جو اس سے پہلے دشمنان اسلام نے کی ہو اور انہوں نے اختیار نہ کر لی ہو۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کو بھی فتنوں میں ڈالتے تھے، مصیبت میں مبتلا کرتے تھے، دکھ دیتے تھے کہ اپنے قول سے اپنے مسلک سے ذرا سا سرک جاؤ اور کبھی لالچ دیتے تھے اور یہی دو چیزیں ہیں بعینہ آج احمدیوں کے متعلق پاکستان میں جماعت کے دشمن اختیار کر رہے ہیں۔ لَيَفۡتِنُوۡنَكَ میں جو فتنے کا ذکر ہے قرآنی محاورے کے مطابق آپ ایک جگہ نہیں متعدد جگہ اس لفظ کو ان معنوں میں پڑھیں گے کہ جو دشمن جبر کے ذریعہ مذہب کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے تو اسے قرآن کریم فتنہ کہتا ہے۔ وہ لوگ جب قرآن کریم کی رو سے آگیں لگاتے ہیں، مال لوٹتے ہیں گھر جلاتے ہیں اور صرف وجہ یہ ہوتی ہے دشمنی کی کہ یہ لوگ خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لے آئے ہیں۔ ان کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے اگر وہ فتنہ سے باز نہیں آئے اور انہوں نے تکرار کی تو پھر ہم بھی انہیں پکڑیں گے اور ہم بھی پکڑ میں تکرار کریں گے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَتُوۡبُوۡا فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِيۡقِ ؕ ۝۱۱ (البروج:۱۱)

تو فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے پہلی آیات میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ وہ لوگ جو مومنوں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں آگیں لگا کر اور جلا کر اور ظلم کر کے اور ستم ڈھا کر اس بات کا پابند کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین سے منحرف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں یقیناً شدید سزا دے گا۔ تو یہاں بھی فتنہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے ورنہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کو کون فتنے میں ڈال سکتا تھا؟ خدا کا رسول کیسے فتنہ میں پڑھ سکتا ہے تو سوائے اس کے کوئی معنی نہیں کہ تجھ پر مذہبی تشدد کیا جائے گا، تجھ پر مذہبی لحاظ سے مظالم ڈھائے جائیں گے ستم توڑے جائیں گے۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ اگر ان کی پیش جائے اگر ان کا بس چلے تو ہر طرح سے تجھ کو ظلم وستم کا نشانہ بنادیں بلکہ قریب ہے کہ یہ بنادیں گے۔ وَاِنْ كَادُوْا کے یہ دونوں معانی نکلتے ہیں کہ عنقریب یہ واقعہ ہونے والا ہے لَيَفْتِنُوْنَكَ تجھے فتنہ میں ضرور ڈال دیں گے۔ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اس وجہ سے یعنی نیت ان کی یہ ہوگی کہ تجھے خدا تعالیٰ کی وحی سے جو تجھ پر نازل کی جاتی ہے جو ہم تجھ پر نازل کر رہے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے، اس سے تجھے ذرا سا ہٹنے پر مجبور کردیں کہ تو اتنی سی بات ہماری مان جا ورنہ ہم تمہیں ماریں گے، ورنہ تشدد کریں گے، ورنہ مظالم کا نشانہ بنائیں گے، خدا تعالیٰ یہ کہتا ہے تمہیں لیکن تم ہماری خاطر ذرا سا یہ بات مان جاؤ ورنہ تو ہر قسم کے جبر سے ہی کام لیں گے تیرے خلاف اور اگر تو جبر سے نہیں مانے گا تو یہ کہیں گے کہ اچھا تم ہماری بات مان کر دیکھو ہم تمہیں سینے سے لگالیں گے۔ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اگر تم ان کی بات مانو گے تو تمہیں یہ ضرور سینے سے لگالیں گے۔

یہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ آج کل پاکستان کی باتیں دیکھ کر خدا تعالیٰ نے یہ خبر بھیجی ہے یہی ہمیں کہا جارہا ہے کہ سیدھے ہو جاؤ خدا تعالیٰ نے جس کو امام بنایا ہے تمہارے لئے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس کا کلمہ چھوڑ دو یا پھر اپنے مسلک سے تھوڑا سا ہٹ جاؤ، اگر نہیں ہٹو گے تو ہم تمہیں ماریں گے اور اگر ہٹ جاؤ گے اپنے مسلک سے تو ہم تمہیں سینہ سے لگالیں گے، تمہیں اپنا دوست بنا لیں گے۔ **ہمارا بھی ان کو وہی جواب ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کا جواب ہے کہ اے خدا کے مقابل پر ہمیں سینہ سے لگانے والو! ہم ان سینوں پر تھوکتے بھی نہیں ہیں خدا کے مقابل پر، لعنت ڈالتے ہیں ان سینوں پر جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے دشمنوں کا جذبہ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدموں کی خاک ان سینوں سے کروڑوں، اربوں گنا زیادہ پیاری ہے، ہم نہیں چھوڑیں گے اس امام کو جس امام سے تم ہمیں کاٹنا چاہتے ہو اور اس امام کو بھی نہیں چھوڑیں گے جو اس کی غلامی سے پیدا ہوا ہے جو اس کی کامل محبت کے نتیجہ میں تخلیق کیا گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر عاشق صادق کبھی اسلام میں پیدا نہیں ہوا جس طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کی اور اب آپؐ کے عشق میں اپنا سب کچھ لٹایا۔ نہ ہم اپنے امام کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑیں گے نہ اس امام مہدی کو چھوڑیں گے جو آپؐ کی خاطر بنایا گیا جو آپؐ کے پیغام کو دنیا میں شائع کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ جو آپؐ کی قدموں کے خاک سے بنایا گیا۔ کیسے ممکن**

ہے کہ تمہارے سینوں سے لگنے کی خاطر ہم ان مقدس وجودوں کی خاک پاک چھوڑ دیں، وہم ہے، یہ گمان ہے تمہارا، تم جانتے نہیں کہ خدا کی تقدیر نے پہلے تم جیسوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ تمہارا ماضی بھی اندھا ہے اور تمہارا مستقبل بھی اندھا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝۷۵

اے محمد (ﷺ) ہم جانتے ہیں کہ تجھ پر دباؤ انتہائی شدید ہے، حد سے زیادہ مظالم توڑے جارہے ہیں اور تن تنہا انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ ثابت قدم رہ سکے ان باتوں پر اگر ہم تجھے ثبات قدم عطا نہ فرماتے اے محمد مصطفیٰ ﷺ اور تیرے غلاموں کے قدموں کو قائم نہ فرماتے تو ہوسکتا تھا کہ تم کچھ نہ کچھ اپنے مسلک سے سرک جاتے۔ یہ خدا کی تقدیر اس کے فرشتے ہیں جو دلوں کو تھامے ہوئے ہیں جو قدموں کو طاقت بخش رہے ہیں۔

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ اگر ایسا ہوتا کہ خدا تعالیٰ تمہیں ثبات قدم نہ عطا فرماتا اور تم کچھ سرک جاتے اپنے مسلک سے تو پھر ان کے سینے سے تم لگتے یا نہ لگتے خدا کا غضب تم پر ضرور بھڑک اٹھتا اور اس دنیا میں بھی تم ذلیل کر دیئے جاتے اور آخرت میں بھی ذلیل کر دیئے جاتے۔ دنیا میں بھی دوہرا عذاب تمہارے مقدر میں لکھا جاتا اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب تمہارے مقدر میں لکھا جاتا۔

یہ ہے ہمارے لئے متبادل راہ کچھ ادنیٰ سے ادنیٰ ایمان والا احمدی بھی ان دو متبادل رستوں کو دیکھنے کے بعد جو کلام الٰہی نے ہم پر روشن فرمائے ہیں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دنیاوی سینوں سے لگنے کی خاطر خدا کے سینہ سے الگ ہو جائے اور خدا کے غضب کا مورد بن جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے حالات میں جب کہ دشمن ارتداد پر مجبور کرتا ہے لالچ دے کر بھی اور ظلم وستم ڈھا کے بھی، تم خدا سے ثبات قدم مانگو تم دعائیں کرو کہ

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۵۱ (البقرہ:۲۵۱)

کیوں کہ ثبات قدم محض تمہارے دعاوی سے نصیب نہیں ہوسکتا اتنے شدید دباؤ بڑھ جایا کرتے ہیں بعض دفعہ کہ ایک مومن کا پاؤں بھی کچھ نہ کچھ سرکنے لگتا ہے۔ فرمایا اس لئے مجھ سے

مانگو ثبات قدم وہ بھی میں ہی تمہیں عطا کروں گا کیونکہ اگر تم نے ثبات قدم مجھ سے نہ مانگا یا میں نے تمہیں ثبات نہ بخشا تو پھر جانتے ہو کہ اس کے متبادل کیا ہے غیر تمہیں سینہ سے لگا رہا ہوگا اور ہم تمہاری دنیا بھی نیست و نابود کر دیں گے اور تمہاری آخرت بھی نیست و نابود کر دیں گے۔ تم ان سینوں سے لگو گے جو مٹائے جانے کیلئے بنائے گئے ہیں، جنکی تقدیر میں ہلاک ہونا لکھا گیا ہے کیا رہ جائے گا تمہارا؟ دنیا کی خاطر ہمیں چھوڑنے والوں کو دنیا نہیں ملا کرتی۔ یہ ہے متبادل تقدیر جو قرآن کریم نے روشن فرما دی ہے۔ پس بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دے رکھی ہے کہ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ اگر تیری مخالفت میں اٹھے گا تو کاٹا جائے گا۔ یہ وہ تقدیر ہے جو نہیں بدل سکتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۷﴾

کہ ہم جانتے ہیں کہ تم نہیں مانو گے ان کی بات، ہمیں علم ہے کہ کیسے کیسے بندے محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے غلاموں کی صورت میں ہماری عبادت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اس قوم کے کردار کو ہم جانتے ہیں، یہ پیچھے ہٹنے والی قوم نہیں۔ پھر دشمن کیا کرے گا؟ فرماتا ہے: وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ دشمن اب یہ چاہے گا، اگر اس کا بس چلے تو تمہارے پاؤں اکھیڑ دے، تمہیں ہلکا کر دے، مضبوط قدم نہ رہیں تمہارے، ثبات قدم کا بالکل الٹ نقشہ جو ہے وہ لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ میں پیش فرمایا گیا ہے، ہم تمہیں ثبات قدم عطا فرما رہے ہیں اور دشمن یہ چاہے گا کہ تمہارے قدم اکھڑ جائیں تمہیں اپنے مسلک پر ایمان نہ رہے، اپنے عقائد پر یقین کامل نہ رہے اور رفتہ رفتہ تم شبہات میں گرفتار ہونے لگ جاؤ۔ کبھی یہ سوچو کہ پتہ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے بھی کہ نہیں، کبھی یہ وہم اُٹھنے لگے کہ پتہ نہیں تاریخ مذہب جو سنا کرتے تھے وہ سچی ہے بھی کہ نہیں؟ یہ نہ ہو کہ دشمن دندناتا ہوا نکل جائے اور ہم اسی طرح ذلیل و خوار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ کئی قسم کے توہمات ایسے حالات میں انسان کے دل میں اٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی چاہتے ہیں لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ تاکہ تمہارے قدم اکھیڑ دیں اور صرف یہی نہیں تمہارے قدم اکھیڑیں بلکہ پھر تمہیں بے وطن کر دیں لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا تاکہ تمہیں اپنے وطن سے باہر نکال دیں۔

اب وہ آواز جو چودہ سو سال پہلے مکہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے دشمن بلند کر رہے تھے کہ سیدھے ہوتے ہو کہ نہیں ۔ سینے سے لگتا ہے تو اپنے مسلک کو چھوڑ دو ورنہ اس وطن کو چھوڑ دو جو ہمارا وطن ہے، وہی آواز آج پاکستان سے اٹھائی جارہی ہے ۔ایک ذرہ کا بھی فرق نہیں ۔حیرت ہوتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ انسانوں کو اندھا کر دیتا ہے تو پھر کچھ بھی دیکھ نہیں سکتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں کس نہج پر کلام کر رہے ہیں؟ انبیاء والی باتیں کر رہے ہیں یا انبیاء کے دشمنوں والی باتیں کر رہے ہیں؟ فرماتا ہے : لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَٰفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۷۷﴾ مگر یہ لوگ کس خیال میں بیٹھے ہوئے ہیں اے محمد (ﷺ) اگر یہ تجھے نکالنے میں کامیاب ہو گئے تو ہم تجھے بتاتے ہیں کہ تیرے بعد پھر یہ خود بھی نہیں رہیں گے، تیری وجہ سے یہ لوگ قائم ہیں، تیرے بعد پھر یہ بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جائیں گے۔ جہاں سے تو نکالا جائے گا وہاں یہ بھی بسنے کے لائق نہیں رہیں گے۔

یا پھر دوسرا معنی یہ ہوگا کہ لَّا يَلْبَثُونَ خِلَٰفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۷۷﴾ یا پھر ان کو جلدی توبہ کرنی پڑے گی تھوڑے دن ہی تیری مخالفت کریں گے اور اس کے بعد اگر باز آ گئے پھر یہ بچ جائیں گے۔ یہ دونوں معانی نکل سکتے ہیں اس کے تو اب اس قوم کے بچنے کی صرف یہ صورت ہے کہ یا تو وہ تجھے تسلیم کر لیں اور تجھے اپنے مسلک سے ہٹانے کے بجائے تیرے مسلک کو اختیار کر لیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو بچالے گا، انکے لئے نجات کے سامان پیدا فرمائے گا اگر نہیں تو ظلم کی راہ سے نکالنے والوں کے لئے ان کے اپنے وطن کی زمین تنگ کر دی جائے گی۔

سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿۷۸﴾

یہ وہ سنت ہے جو ہم نے انبیاء کے لئے تجھ سے پہلے جاری فرمائی یعنی خدا تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ ہم جو یہ باتیں کہتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہمیشہ سے اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے، ہمیشہ سے انبیاء نے یہی طریق اختیار کیا جو تو نے اختیار کر رکھا ہے۔صبر اور خدا سے دعاؤں کے ذریعہ ثبات مانگنے کا طریق اور ہمیشہ سے مخالفین نے یہی دھمکیاں دیں اور یہی طریق اختیار کئے۔کبھی وہ کہتے تھے ہٹ جاؤ اور ہمارے سینوں سے لگ جاؤ،کبھی وہ کہتے تھے کہ ہم تو ظلم وتشدد کی انتہا کر دیں گے اور جب دونوں باتوں میں پیش نہیں جاتی تھی تو یہ کہا کرتے تھے کہ اچھا تمہیں ہم اپنی زمین سے نکال دیں گے تو یہاں تمہارے لئے کوئی گنجائش نہیں۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

پہلے بھی ایسے لوگ آئے تھے اور ان کے مقابل پر انبیاء کے حق میں جو سنت ہم نے جاری فرمائی وہی سنت اب بھی جاری ہوگی وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا اور تو کبھی بھی ہماری سنت میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھے گا۔ نہ پہلے یہ تبدیل ہوئی تھی نہ آج ہوئی ہے نہ آئندہ کبھی تبدیل ہوگی۔

پس کتنا روشن مستقبل ہے جماعت احمدیہ کا جو کلام الٰہی ہمارے سامنے پڑھ کر ہمیں سنا رہا ہے۔ وہ کلام ہمیں سنا رہا ہے جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے مطہر اور مقدس دل پر نازل ہوا، وہ کلام ہمیں یہ مستقبل سنا رہا ہے، شاندار مستقبل کی نوید دے رہا ہے جس کلام سے زیادہ مطہر کلام، جس کلام سے زیادہ یقینی اور قطعی کلام کبھی کسی نبی کے دل پر نازل نہیں ہوا۔ وہ کلام جس کا پہلا دعویٰ یہی ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ (البقرہ:۳) اس میں کوئی شک نہیں، کسی قسم کے وہم کی گنجائش تک نہیں۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو حضرت محمد مصطفی ﷺ مخاطب ہیں ہم تو ادنیٰ چاکر آپؐ کے غلامان در کے بھی غلام ہیں ہمیں کیسے یقین ہو کہ خدا کا یہ طریق جو انبیاء کے ساتھ جاری ہے وہ ہمارے ساتھ بھی ہوگا؟ ہم کیسے یہ کامل یقین رکھ سکتے ہیں کہ وہ غیر مبدل سنت جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی محبت میں ان کی غیرت کے لئے دکھایا کرتا ہے آج ہم ادنیٰ غلاموں کے لئے بھی ویسی ہی دکھائے گا؟ یہ ایک سوال باقی رہ جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیات میں سے جو پہلی آیت میں نے تلاوت کی تھی مضمون یہاں مکمل ہوا ہے اور اسی میں ان توہمات کا جواب دے دیا گیا ہے۔ فرمایا يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ہم قوموں سے ان کے آئمہ والا سلوک کیا کرتے ہیں، قیامت کے دن بھی یہی سلوک ہوگا اور دنیا میں بھی تم سے وہی سلوک ہوگا جو تمہارے امام کے ساتھ خدا کرتا چلا آیا ہے۔ **تم بچائے جاؤ گے تو محمد مصطفیٰؐ کی برکت سے بچائے جاؤ گے، تم کامیاب کئے جاؤ گے تو محمدؐ رسول اللہ کی برکت سے کامیاب کئے جاؤ گے، تم دونوں جہانوں میں سرخرو بنائے جاؤ گے تو اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰؐ کے قدموں کی برکت سے دونوں جہانوں میں سرخرو بنائے جاؤ گے۔ پس اس امام کو کبھی نہ چھوڑنا، اس امام کو کبھی نہ چھوڑنا اس میں دنیا کی فلاح بھی تمہارے لئے وابستہ ہے اور آخرت کی فلاح بھی اسی میں مضمر ہے۔**